تسبیح الرحمٰن عن الکذب والنقصان

حضرت غزالی زماں کی اوّلین تصنیف

الحمد للہ الذی منزہ عن الکذب والنقصان وتفرد بکمالہ الذاتی وانعم علی کافۃ الانام بنعمتہ العامۃ و الخاصۃ والرحمۃ والغفران والصلوۃ والسلام علی رسولہ الذی انزل علیہ القرآن وعلی الہ واصحابہ المصدقین بصدق الرحمن٥

امابعد خادم العلماء فقیر حقیر ابو النجم سید احمد سعید کاظمی امروہوی عرض گزار ہے کہ۔ اس دور جہالت وضلالت میں فرقہائے ضالہ متبدعہ وہابیہ وغیرہم نے طریقہ سنیہ مسنونہ کو مسخ کر کے بے انتہاء گمراہی اور شورش برپا کر رکھی ہے اور تقریباً" چند ضروری مسئلوں میں تو بے انتہا اختلاف پھیلا رکھا ہے جن میں سب سے اہم مسئلہ "امکان وامتناع کذب باری تعالیٰ" کا مسئلہ ہے چونکہ فرقہ وہابیہ نے اس مسئلہ کو پیچیدہ بنا کر کم علم اور عام مسلمانوں کو تباہ کن مغالطہ میں ڈال دیا ہے اس لئے اس مختصر رسالہ میں اسی مسئلہ کی وضاحت اور صحیح تشریح کر کے بندگان خدا کو قعرضلالت سے نکالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے کہ اہل اسلام اس کے مطالعہ سے فائدہ اٹھا کر اپنے عقیدوں کو درست کر کے نجات اخروی حاصل کریں گے اور اس فقیر مؤلف کو دعائے خیر میں یاد کریں گے۔ اس رسالہ کی تالیف کے لئے میرے مکرم محب صادق، مولوی سید علی محتشم خان صاحب رئیس امروہہ وصدر انجمن احیاء السنہ امروہہ، عرصہ دراز سے محرک تھے مگر میں انہماک تعلیم کے باعث عدیم الفرصتی اور اپنی بے بضاعتی سے اب تک قاصر رہا۔ بحمد اللہ کہ سالانہ امتحان کے بعد مجھے اس دینی خدمت کے انجام دینے کا موقع ملا۔ اور اپنی توفیق کے موافق جو کچھ ہو سکا پیش کرتا ہوں۔ چونکہ مجھے اس سے پہلے کبھی کوئی مضمون بنانے یا تالیف کرنے کا اتفاق نہیں ہوا اس لئے ناظرین کرام سے التماس ہے کہ اگر کوئی لغزش یا غلطی دیکھیں تو براہ کرم چشم پوشی فرمائیں یا مجھے اس پر مطلع کریں اور شکر گزاری کا موقعہ دیں۔ اس مسئلہ میں مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ کلام الٰہی میں "وجود کذب" محال بالذات ہے، خواہ کلام نفسی ہو یا لفظی۔ لیکن نام نہاد علماء وہابیہ نے اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کی طرف ایسے مکروہ عیب کو منسوب کیا کہ جس کا تصور بھی مسلمانوں کے واسطے "تنزل ایمان" کا باعث ہے چنانچہ بعض لوگ تو صرف "امکان کذب" ہی کے قائل ہوئے ہیں لیکن بعض وقوع کے بھی قائل ہیں مثلاً" مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جس کا دستخطی ومہری فتویٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے یہاں اب تک موجود ہے اور اس کے فوٹو اکثر علمائے اہلسنت وجماعت کے پاس محفوظ ہیں چنانچہ "وقوع کذب باری تعالیٰ" کا قول تو باتفاق فریق مخالف موجودہ بھی مردود ہے۔ خواہ۔۔۔ رشید احمد صاحب کا ہو یا کسی اور کا۔ رہا "امکان" کا قول اس کے متعلق سنئے! حقیقتاً فرقہ امکانیہ کو ایک زبردست مغالطہ ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے "خلف وعد" اور "خلف وعید" دونوں کو ایک ہی سمجھ کر "خلف وعید" کو امکان کذب کا مقیس علیہ ٹھہرایا۔

اب دیکھئے۔ ان دونوں میں کتنا عظیم الشان فرق ہے "خلف وعد" کے معنی ہیں کسی انعام کے وعدہ کرنے کے بعد اس کا خلاف کرنا اور "خلف وعید" کے معنی ہیں کسی سزا کے وعدہ کرنے کے بعد اس کا خلاف کرنا۔ چنانچہ بعض متکلمین بظاہر جواز "خلف وعید" کے قائل ہوئے ہیں لیکن "خلف وعد" کے جواز کا قائل اہلسنت میں سے آج تک کوئی نہیں ہوا۔ ان کے جواز "خلف وعید" کے قول سے فرقہ وہابیہ کو مغالطہ واقع ہوا کہ جب "خلف وعید" جائز ہے تو "خلف وعد" بھی جائز ہو گا "خلف وعید" کو "خلف وعد" کا مقیس علیہ کہہ دیا لیکن یہ قیاس بہ چند وجوہ مخدوش ہے اولاً تو یہ کہ جنہوں نے "خلف وعید" کو جائز کہا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ " **لانہ کرم**" اور بعض کہتے ہیں کہ **لانہ انشاء فیجوز من اللّٰہ تعالیٰ** (اس لئے کہ وہ انشاء ہے پس اللہ تعالے سے جائز ہے۔ ۱۲) اور پھر وہی حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ "کذب باری" محال ہے **لانہ نقص والنقص علی اللّٰہ تعالیٰ محال** (اس لئے کہ وہ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے ۱۲۔ محمد عبدالعزیز شیل کھالوی) اب میں فرقہ وہابیہ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اگر "خلف وعید" کو امکان کذب کی فرع کہنا صحیح ہو تو متکلمین نے "امکان کذب" کو اس پر قیاس کیوں نہ کر لیا بلکہ انہوں نے تو "خلف وعید" کو جائز کہتے ہوئے بھی "امکان کذب" کا رد کیا ہے۔ ثانیاً "خلف وعید" کو امکان کذب کا مقیس علیہ کہنا اس وجہ سے صحیح نہیں ہو سکتا کہ "خلف وعید" کرم ہے اور "امکان کذب" نقص ہے۔ پس نقص کو کرم کی فرع کہنا اور اس کا اس پر قیاس کرنا کس طرح اور کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اہلسنت کا مذہب ان خرافات سے مبرا اور منزہ ہے۔ ثالثاً یہ کہ "خلف وعید" انشاء ہے اور امکان کذب ہمیشہ خبر ہی میں ہوتا ہے تو اخبار کا قیاس، انشاء پر کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ اگر زمین کا آسمان پر، پانی کا آگ پر اور ہوا کا مٹی پر قیاس کرنا جائز ہو تو یہ بھی جائز ہو گا۔ اس کے علاوہ بعض متکلمین جس "خلف وعید" کے قائل ہوئے ہیں حقیقتاً وہ خلف نہیں بلکہ اس پر خلف کا اطلاق محض مجازاً کیا گیا ہے مثلاً مجوزین خلف اس آیت سے استدلال کرتے ہیں **ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذلک لمن یشاء** (النساء) یعنی بیشک اللہ تعالیٰ مشرکین کی مغفرت نہ کرے گا اور اس کے علاوہ جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ یہ حقیقتاً خلف نہیں اس وجہ سے کہ "خلف وعید" کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی چونکہ "خلف وعید" کے معنی ہیں کسی سزا کے وعدہ کا خلاف کرنا یہاں نہ تو وعدہ ہے کہ فلاں شخص کو اس کے گناہوں کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا اور نہ یہ فرمایا کہ ہم نے فلاں شخص کو عذاب دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن اب اس کو عذاب نہ دیں گے۔ پس معلوم ہوا کہ متکلمین کا اس پر "اطلاق خلف" کرنا مجازاً ہے جس کی مثال قرآن پاک میں موجود ہے **قال اللّٰہ تعالیٰ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا** (الشوریٰ ۲۵) یعنی برائی کا بدلہ برائی ہے اسی کی مثل۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی برائی کا حکم نہیں کرتا۔ اب اگر **سیئۃ** کو اپنے ہی معنی میں رکھا جائے تو لازم آئے گا کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ بھی برائی کا حکم کرتا ہے **تعالی اللّٰہ عن ذالک علواً کبیرا** پس جس طرح یہاں **جزاء سیئۃ** پر **سیئۃ** کا اطلاق کیا گیا ہے اسی طرح متکلمین نے اس پر "خلف" کا اطلاق محض مجازاً کیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بعض متکلمین اس معنی متنازعہ میں ہرگز "خلف وعید" کے قائل نہ تھے اور اگر "خلف وعید" اسی کو کہا جائے تو ہم

کو اس سے انکار نہیں بلکہ ہم تو اس کے وقوع کو مانتے ہیں جیسا کہ آئندہ معلوم ہو گا۔ نیز اس "خلف وعید" کو امکان کذب کا مقیس علیہ کہنا ایک اور وجہ سے بھی صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اگر "امکان کذب" کو اس پر قیاس کر لیا جائے تو وقوع کذب لازم آئے گا۔ تقریر اس کی یوں ہے کہ "خلف وعید" مجوزہ متکلمین کا، قیامت کے دن وقوع ہو گا اس لئے اللہ تعالیٰ یوم مذکور میں مشرکین سے علاوہ ہزاروں، لاکھوں، بلکہ بے شمار گنہگاروں کی مغفرت کرے گا جب مغفرت ہو گی تو "وقوع خلف" ہوا اور جب "وقوع خلف" ہوا تو "وقوع کذب" ہوا **وھذا باطل بالاجماع** پس معلوم ہوا کہ "خلف وعید" و "امکان کذب" کا مقیس علیہ کہنا ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا "خلف وعد" ہی متعین ہو گیا اور وہی کذب ہے۔ اب "استحالہ کذب باری تعالیٰ" پر عبارات علمائے مفسرین و متکلمین بدلائل عقلی و نقلی قائم ہیں ملاحظہ ہوں۔

عبارات علمائے مفسرین

قاضی بیضاوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں **(ومن اصدق من اللّٰہ حدیثا) انکار ان تکون احد اصدق منہ فانہ لا یتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللّٰہ تعالیٰ محال** ۔ نیز امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر کبیر میں ارقام فرماتے ہیں **(المسئلۃ السادسۃ) قولہ ومن اصدق من اللّٰہ حدیثا استفھام علی سبیل الانکار والمقصود منہ بیان انہ یجب کونہ صادقا" وان الکذب والخلف فی قولہ تعالیٰ محال واما المعتزلۃ فقد بنوا ذالک علی اصولھم واما اصحابنا فدلیلھم اہ** ترجمہ چھٹا مسئلہ اللہ تعالیٰ کا قول **ومن اصدق..... الآیۃ** ۔ بیان ہے اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہونا واجب ہے اور کذب اور خلف، اللہ تعالے کے قول میں محال ہے۔ لیکن معتزلہ، پس انہوں نے اس کو اپنے اصول پر قائم کیا ہے اور ہمارے اصحاب، پس ان کی دلیل یہ ہے آخر تک اور وہی فخر العلماء اسی تفسیر مذکور میں فرماتے ہیں **فقد جوزوا الکذب وھذا خطاء عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالی منزہ عن الکذب انتھی** ترجمہ پس بے شک انہوں نے کذب کو جائز کہا اور یہ بہت بڑی خطا ہے بلکہ قریب بہ کفر ہے اس لئے کہ عقلاء نے اجماع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ "کذب" سے منزہ ہے۔ اور تفسیر خازن میں یوں ارشاد فرماتے ہیں **ومن اصدق من اللّٰہ حدیثا ○ ای لا احد اصدق من اللّٰہ تعالیٰ فانہ لا یخلف المیعاد ولا یجوز علیہ الکذب انتھی** ترجمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ (اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ نہیں تو اس کے برابر تو ہو سکتا ہے۔ پھر تمہارا مدعا ثابت نہ ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کے برابر کسی کا صادق ہونا اولا" تو فریق مخالف کے نزدیک بھی مردود ہے ثانیا" یہ کہ کلام عرب اور عموما" جمیع محاورات میں یہ الفاظ نفی مساوات کیلئے ہی آیا کرتے ہیں **کمالا یخفی علی اللبیب ۱۲**) سچا کون ہے ازروئے کلام کے یعنی نہیں ہے کوئی زیادہ سچا اللہ تعالے سے اس لئے کہ وہ وعدہ خلاف نہیں کرتا، اور نہ اس پر کذب جائز ہے۔ یہاں تک کہ علماء مفسرین کی جو عبارتیں نقل کی گئیں یہ "استحالہ امکان کذب باری تعالیٰ" پر بے شک براہین قاطعہ و حجج ساطعہ ہیں اب اہل انصاف سے میری درخواست ہے کہ وہ ان تمام عبارتوں کو بغور پڑھ کر خود نتیجہ اخذ کرلیں اور بے سوچے سمجھے فورا" جوابدہی کے لئے تیار نہ ہو جائیں۔

اس کے علاوہ اقوال علماء مفسرین سے "امکان کذب باری تعالیٰ" کی ایک اور طریقہ سے بھی تردید ہو سکتی ہے جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے اشاعرہ رحمہم اللہ تعالیٰ "تکلیف مالا یطاق" کو جائز رکھتے ہیں اور اپنے مدعا کے ثبوت میں ان آیات سے استدلال کرتے ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے اشخاص معینہ کے ایمان نہ لانے کی خبر دی ہے۔ استدلال کی تقریر اس طرح کرتے ہیں کہ ابولہب وغیرہ کا ایمان غیر ممکن ہے حالانکہ وہ ایمان کے مکلف ہیں اگر "تکلیف مالا یطاق" جائز نہ ہوتی تو ان کفار کو ایمان کی تکلیف نہ دی جاتی۔ اور ان کے ایمان کا محال ہونا ظاہر ہے' اس لئے کہ اگر ان اشخاص کا ایمان لانا ممکن ہوتا تو اس کے وقوع سے محال لازم نہ آتا چونکہ امکان کا مقتضے یہی ہے۔ حالانکہ اس صورت میں یعنی اشخاص معلومہ کے وقوع ایمان کی تقدیر پر "کذب باری" تعالیٰ لازم آتا ہے۔ اور وہ محال ہے **والمستلزم للمحال محال** اب میں کہتا ہوں کہ اگر اشاعرہ کے نزدیک "کذب باری" ممکن ہو تو ان کے اس استدلال کے کوئی معنی نہیں ہو سکتے۔ اس لئے جب ان کے نزدیک "کذب باری" ممکن ہے تو ابولہب وغیرہ کا ایمان کیونکر محال ہوا؟ اس لئے کہ ایمان کے محال ہونے کی صرف یہی وجہ تھی کہ اگر ان کا ایمان واقع ہو گا تو خدا تعالیٰ کا کذب لازم آجائے گا اور خدا کا کذب جب محال نہ مانا گیا تو ان لوگوں کے ایمان لانے میں پھر کوئی قباحت نہیں - **وھذا خلف**۔ پس معلوم ہوا کہ اشاعرہ کے نزدیک بھی "کذب باری" ممکن نہیں۔ چنانچہ تفسیر بیضاوی میں فرماتے ہیں **والایة مما احتج به من جوز تكليف مالا يطاق فانه سبحانه وتعالٰى اخبر عنهم بانهم لا يومنون فيجتمع الضدان الخ** ترجمہ اور وہ آیت جس میں مجوزین تکلیف مالایطاق نے استدلال کیا ہے وہ آیت وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اشخاص معلومہ کے ایمان نہ لانے کی خبر دی ہے پس دو ضدیں جمع ہو جائیں گی **انتھی**۔ اور امام فخرالدین رازی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر کبیر میں ارشاد فرماتے ہیں **(المسئلة الثانية) احتج اهل السنة بهذه وكل ما اشبهها من قوله لقد حق القول على اكثرهم فهم لا يومنون وقوله وزرنى ومن خلقت وحيدا الى قوله سارهقه صعودا وقوله تبت يدا ابى لهب على تكليف ما لا يطاق وتقريره انه تعالٰى خبر عن شخص معين انه لا يومن قط فلو صدر منه الايمان لزم انقلاب خبر الصادق كذبا والكذب عند الخصم قبيح وفعل القبيح يستلزم اما الجهل واما الحاجة وهما محالان على الله تعالٰى والمفضى الى المحال محال وقد يذكر هذا فى صورة العلم وهو انه تعالٰى لما علم منه انه لا يومن فكان صدور الايمان منه يستلزم انقلاب علم الله جهلا" وذالك محال ومستلزم المحال محال انتهى۔** ۵

ترجمہ (دوسرا مسئلہ) استدلال کیا اہلسنت نے اس کے ساتھ اور ہر اس شے کے ساتھ جو اس کے مشابہ ہے جیسے اللہ تعالے کا قول **لقد حق القول علی اکثرھم فھم لایومنون** اور اللہ تعالیٰ کا قول **وزرنی ومن خلقت وحیدا** اس کے قول **سارھقہ صعودا** تک اور اللہ کے قول **تبت یدا ابی لھب** سے تکلیف مالا یطاق پر۔ اس کی تقریر یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص معین سے خبر دی کہ وہ کبھی ایمان نہیں لائے گا۔ پس اگر اس سے ایمان صادر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی سچی خبر جھوٹ سے بدلی جائے گی اور جھوٹ خصم کے نزدیک برا ہے اور برا کام یا تو جہل کو مستلزم ہے یا حاجت کو اور وہ دونوں اللہ

تعالے پر محال ہیں اور محال کی طرف پہنچانے والا بھی محال ہے اور یہ کبھی علم کی صورت میں ذکر کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالے نے جان لیا کہ یہ ایمان نہیں لائے گا پس اس سے ایمان کا صادر ہونا مستلزم ہے اللہ تعالے کے علم کے جہل سے بدل جانے کو اور یہ محال ہے اور مستلزم محال بھی محال ہے۔ انتھی۔ اور تکلیف مالا یطاق کے مانعین یعنی ماتریدیہ وغیرہ اس استدلال کا جواب اس طرح دیتے ہیں کہ متنازعہ فیہ جواز تکلیف مالا یطاق' غیر ممکن لذاتہ اور ممتنع بنفسہ کا ہے اور وہ یہاں لازم نہیں آتا بلکہ ممتنع لغیرہ کی تکلیف کا جائز ہونا لازم آتا ہے اور وہ متنازع فیہ نہیں بلکہ سب کا متفق علیہ ہے اور ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ "ممکن بالذات محال بالغیر" سے "محال بالذات" لازم نہیں آتا۔ دیکھیے عدم معلول اول ممکن بالذات ممتنع بالغیر ہے اور اس سے محال بالذات یعنی عدم واجب لازم آتا ہے **والا یلزم تخلف المعلول عن علته التامة وهو محال** ہاں اگر ممکن بالذات کی حیثیت امتناع بالغیر پر نظر نہ کی جائے تو بے شک اس سے "محال بالذات" لازم نہ آئے گا پس ما نحن فیہ جبکہ ابولہب وغیرہ کا ایمان بسبب خبر دینے اور علم باری کے ممتنع بالغیر ہو گیا تو اگر بر تقدیر وقوع محال بالذات یعنی کذب اور جہل باری کو مستلزم ہو تو اس کے امکان ذاتی کے منافی نہیں۔ اب اہل انصاف کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر ماتریدیہ وغیرہ کے نزدیک "کذب باری" ممکن بالذات ہوتا تو اس جواب کی کیا ضرورت تھی۔ صرف اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ (معاذ اللہ) ہمارے نزدیک کذب باری' ممکن بالذات ہے پس خدا کی کوئی خبر دینے سے انکا ایمان غیر ممکن بالذات نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بر تقدیر وقوع ایمان کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔ غایت مافی الباب یہ کہ کذب باری لازم آئے گا اور وہ محال بالذات نہیں' پس ایمان ابولہب کیونکر محال بالذات ہوا؟ پس معلوم ہوا کہ مشائخ ماتریدیہ کا بھی وہی مذہب ہے جو اشاعرہ کا مسلک ہے یعنی خدا تعالے کے کلام لفظی کا بھی کذب محال اور ممتنع بالذات ہے۔

عبارات علمائے متکلمین

سید سند علیہ الرحمہ شرح مواقف میں یہ ارشاد فرماتے ہیں **تفریع علی ثبوت کلام اللّٰہ تعالٰی وھوانه یمتنع علیه الکذب اتفاقا**" ترجمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ثبوت پر تفریع ہے اور وہ یہ ہے کہ اس پر کذب بالاتفاق ممتنع ہے اور امام المحققین علامہ جلال الدین شرح عقائد جلالی میں اس طرح فرماتے ہیں **ولا یصح علیه الحرکة ولا الجھل ولا الکذب لانھا نقص والنقص علی اللّٰہ تعالٰی محال** ترجمہ اور نہیں صحیح ہے اس پر حرکت اور نہ جہل اور نہ کذب اس لئے کہ وہ نقص ہیں اور نقص اللہ تعالے پر محال ہے انتھی اور دوسرے مقام پر عضد الملۃ والدین صاحب عضدیہ فرماتے ہیں **وھو منزہ عن جمیع صفات النقص کما سبق من اجماع العقلاء علی ذالک** ترجمہ اور وہ منزہ ہے تمام صفات نقص سے جیسے کہ اس پر عقلاء کا اجماع گزر گیا۔ اور صاحب مواقف نے بعد رد کرنے فرقہ ضالہ کے لکھا ہے **واما الفرق الناجیة فھم الاشاعرة والسلف من المحدثین واھل السنة والجماعة وقد اجمعوا ان لیس فی حیزولا جھة ولا یصح علیه الحرکة ولا الانتقال ولا الجھل ولا الکذب ولا شئی من صفات النقص الخ** ترجمہ اور لیکن ناجیہ فرقے میں پس وہ اشاعرہ ہیں اور سلف محدثین

سے اور اہل سنت وجماعت اور انہوں نے اجماع کیا ہے
اس بات پر کہ وہ نہ کسی چیز میں ہے اور نہ کسی جہت میں
اور نہیں صحیح ہے اس پر حرکت اور نہ انتقال نہ جہل نہ
کذب اور نہ کوئی شے صفات نقص سے انتھی۔ اور
صاحب حاشیہ خیالی، شرح عقائد کے **قول وکیف وهو تبدیل القول** کے ذیل میں لکھتے ہیں **بل کذب منتف بالاجماع** یعنی کذب بالاجماع منتفی ہے اور علامہ تفتا
زانی علیہ الرحمہ نے تکلیف مالا یطاق کے اختلاف کو بیان
کرتے ہوئے "امکان کذب باری تعالے" کا اس طرح
رد کیا ہے **وقد یستدل بقوله تعالٰی لا یکلف الله نفسا" الا وسعها الخ**۔ اس کی تقریر یوں ہے کہ مابین
اشاعرہ ومعتزلہ تکلیف مالا یطاق کے امکان اور امتناع میں
اختلاف ہے معتزلہ کہتے ہیں کہ تکلیف مالا یطاق محال ہے
جسکی دلیل میں یہ آیتہ کریمہ پیش کرتے ہیں **قال الله تعالٰی لا یکلف الله نفسا" الا وسعها..... الایة** -
اگر تکلیف مالا یطاق کو جائز مانا جائے تو کلام الٰہی میں کذب
لازم آتا ہے اور وہ بالاتفاق محال ہے چنانچہ اشاعرہ کثرہم
اللہ تعالے اس کا جواب اس طرح دیتے ہیں کہ ہم یہ
تسلیم نہیں کرتے کہ ہر ممکن فی نفسہ کے وقوع سے جس
وقت اس کو امتناع بالغیر عارض ہو محال بالذات لازم نہ
آئے گا بلکہ یہ اس وقت واجب ہے کہ جب اس کو امتناع
بالغیر عارض نہ ہو جیسے ایک ممکن فی نفسہ کہ اس کا عدم
اور وجود دونوں مساوی ہیں، لیکن جس وقت اللہ تعالے
اس کے وجود کا ارادہ کرلے تو اس وقت اس کا عدم محال
ہو جاتا ہے اس لئے کہ اگر اللہ تعالے کے ارادہ مذکور
کے بعد بھی اس کا عدم ممکن ہو تو معلول کا علت تامہ سے
تخلف لازم آئے گا اور وہ محال بالذات ہے تو اسی طرح
اگر یہ بھی کذب باری تعالے کو (جو کہ محال بالذات ہے)
مستلزم ہو گیا تو کوئی استحالہ لازم نہیں آتا۔ تو اگر اشاعرہ
کے نزدیک کذب باری تعالے ممکن ہوتا تو معتزلہ کے
مقابلہ میں یہ جواب بالکل بیکار تھا صاف کہہ دیتے کہ
ہمارے نزدیک تکلیف مالا یطاق اور کذب باری تعالے
دونوں محال بالغیر ہیں۔ اگر محال بالغیر محال بالغیر کو مستلزم
ہو گیا تو کوئی قباحت نہیں دونوں ممکن ہیں۔ تو معلوم ہوا
کہ اشاعرہ کثرہم اللہ تعالے کے نزدیک بھی کذب باری
"محال بالذات" ہے۔ نیز علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں
حضرت آدم سے لے کر اپنے زمانے کے مسلمانوں تک
امتناع کذب باری تعالٰی پر اجماع نقل کیا ہے اور محقق
دوانی شرح عقائد جلالی میں فرماتے ہیں **قلت الكذب نقص والنقص علیه تعالٰی محال فلا یکون من الممکنات ولا یشتمله القدرة کمالا یشتمل سائر وجوه النقص علیه تعالٰی کالجهل والعجز ونفی صفات الکمال الخ** ترجمہ میں کہوں گا کہ کذب نقص
ہے اور نقص اللہ تعالے پر محال ہے۔ پس نہ ہوگا ممکنات
سے اور نہ شامل ہوگی اس کو قدرت جیسے کہ نہیں شامل
ہے تمام ان طریقوں کو کہ اللہ تعالٰی پر نقص ہیں جیسے جہل
اور عجز اور صفات کمال کی نفی۔ اب اس دعوے کے
اثبات میں چند عقلی دلائل بھی ملاحظہ ہوں۔

دلیل اول "کذب باری" اگر ممکن ہے تو احد
الامرین سے خالی نہیں یا تو کلام نفسی میں پایا جائے گا یا
نہیں اگر نہیں پایا جاتا تو اس کا امکان بھی نہیں اس لئے
کہ جس وقت بھی پایا جائے گا حادث ہو کر پایا جائے گا اور
قیام حوادث بذات باری تعالٰی محال ہے لہٰذا کذب کا بھی
حادث ہو کر پایا جانا محال ہوا اور اگر پایا جاتا ہے تو قدیم ہی
ہو کر پایا جائے گا جیسا کہ ابطال شق اول میں معلوم ہوا
پس ماننا پڑے گا کہ کذب قدیم ہے اور جب کذب، قدیم

ہوا تو دو استحالے لازم آئے ایک تو یہ کہ جب کذب قدیم مان لیا تو واقع ہو گیا دوسرے یہ کہ جب کذب قدیم ہوا تو صدق محال ہو گیا وہذا باطل۔

دلیل دوئم کذب باری فی نفسہ احد الامرین سے خالی نہیں یا تو نقص ہو گا یا نہ ہو گا یہ تو ظاہر ہے کہ ضرور نقص ہے جیسا کہ عبارات سابقہ سے معلوم ہوا لہٰذا جب نقص ہوا تو بالاتفاق محال ہو گیا۔

دلیل سوئم اگر کذب ممکن ہو تو کلام نفسی میں ضرور پایا جائے گا۔ جیسا کہ دلیل اول میں معلوم ہوا اور یہ بھی ثابت شدہ ہے کہ کلام لفظی، کلام نفسی کی تعبیر ہے جب کذب، کلام نفسی میں مان لیا تو کلام لفظی میں بھی ماننا پڑے گا چونکہ وہ معبر ہے اور جب کذب کلام لفظی میں ہوا تو وقوع کذب لازم آگیا اور یہ باطل ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی کثیر التعداد دلائل عقلی "امتناع کذب" باری تعالے پر قائم ہیں جن کی اس مختصر میں گنجائش نہیں انشاء اللہ تعالیٰ کسی اور موقع پر لکھے جائیں گے۔

امکان کذب پر فریق مخالف کی ایک دلیل اور اسکا جواب

مخالفین کا دعوی یہ ہے کہ کذب تحت قدرت باری تعالے داخل ہے اور اس کی دلیل میں آیہ کریمہ **ان اللہ علی کل شئی قدیر** (اللہ تعالے ہر شے پر قادر ہے) پیش کرتے ہیں یعنی چونکہ کذب بھی شے میں داخل ہے لہٰذا وہ بھی تحت قدرت داخل ہوا۔

الجواب اول تو یہ کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس کی تفسیر یوں کی ہے **ان اللہ علی کل شئی (شاءہ) قدیر** یعنی جس چیز کو چاہے اس پر قادر ہے شے کو بہ معنے "مشی" قرار دیا ہے اور کذب باری تعالے کسی آیت یا حدیث یا اقوال مفسرین و متکلمین وغیرہ سے "مشی" ثابت نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس آیہ کریمہ سے مخالفین کے دعوے کا اثبات ہی نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ کذب باری شیئ بھی ثابت نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ اس کو مشی کہا جائے۔ علامہ تفتازانی شرح عقائد النسفی میں "شے" کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ **الشئی عندنا ھوالموجود** یعنی ہمارے نزدیک موجود کو "شے" کہتے ہیں اور دوسری جگہ فرماتے ہیں **المعدوم لیس بشیء** یعنی معدوم کوئی "شے" نہیں۔ اب میں مخالفین سے دریافت کرتا ہوں کہ آیا کذب باری موجود ہے یا معدوم اگر کہا جائے کہ وہ موجود ہے تب تو واقع ہو گیا اور اگر موجود نہیں یعنی معدوم ہے تو تعریف شے میں داخل نہیں اور جب تعریف شے میں داخل نہیں تو تحت قدرت کیسے ہو گا۔ پھر اس آیت سے استدلال کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر کہا جائے کہ شے سے مراد **مایصح وجودہ** ہے اور وہ امکان کے منافی نہیں لہٰذا کذب تحت قدرت باری تعالیٰ داخل رہا۔ تو ہم کہیں گے کہ شے سے مراد **مایصح وجودہ** لے کر اول تو اپنے اصول کو چھوڑ کر معتزلہ کے اصول کو اختیار کرنا ہے اور یہ خلاف ہے اور اگر مان بھی لیا جائے کہ شے سے مراد **مایصح** لینا صحیح ہے تو مستدل کو چاہئے کہ اول تو کذب کو **مایصح وجودہ** ثابت کر دے پھر اس کے متعلق کچھ کلام کرے۔ اس کے علاوہ "کذب باری" کو شے مان بھی لیا جاوے تب بھی وہ تحت قدرت نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اگر "کذب باری" پایا جائے گا تو صفت باری ہو کر پایا پائے گا جب کذب صفت باری ہوا تو تحت قدرت نہ ہو گا اس لئے کہ تمام حکماء اسلام کا یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ ذات

وصفات تحت قدرت باری تعالیٰ داخل نہیں ورنہ ان کا حدوث لازم آئے گا **وھو ظاہر البطلان** ہے پس معلوم ہوا کہ کذب باری بہر تقدیر خارج عن القدرۃ ہو گا خواہ "شے" کہا جائے یا "لاشے" معدوم یا موجود اور قائلین "خلف وعید" پر جو امکان کذب کا الزام لگایا جاتا ہے وہ ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ ماسبق سے اظہر من الشمس ہو گیا۔ اور محققین تو "خلف وعید" کے قائل ہی نہیں چنانچہ علامہ تفتازانی نے تصریح کی ہے **والمحققون علی خلافہ وکیف وھو تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالیٰ ما یبدل القول لدی** اللہ تعالے ایسے اعتقادات فاسدہ سے ہر مسلمان کو بچائے۔ آمین ثم آمین۔

فریق مخالف کی دوسری دلیل اور اس کا رد

مخالفین کہتے ہیں کہ کلام نفسی میں کذب ممتنع بالذات سہی لیکن کلام لفظی میں ممکن بالذات ہے کیونکہ کلام لفظی وہ ہے کہ جو الفاظ سے مرکب ہو اور جو الفاظ سے مرکب ہو گا وہ حادث ہو گا اور حادث ممکن بالذات ہے اور جو ممکن ہو گا وہ بحکم آیہ کریمہ **ان اللہ علی کل شئی قدیر** تحت قدرت داخل ہو گا لہٰذا کلام لفظی باقسامہ تحت قدرت داخل ہوا تمّ۔

الجواب اگرچہ اس کا جواب بھی تقریر ماسبق میں موجود ہے لیکن یہاں کافی وضاحت کی جاتی ہے۔ واضح ہو کہ یہ دلیل تین طریقے سے مردود ہے۔ اول یہ کہ بجز ایک امر مشہور کے جس سے مستدل کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تمام مقدمات مخدوش ہیں دوسرے یہ کہ مفید مدعا نہیں یعنی امکان کذب باری تعالیٰ ثابت نہیں ہوتا تیسرے یہ کہ بر تقدیر ثبوت اس مدعا کے مستدل کا دوسرا مدعا یا یوں کہئے کہ مدعا کا دوسرا جزو غلط ٹھہرتا ہے اب مستدل کے تمام مقدمات کا ابطال تفصیل سے سنئے۔

پہلا مقدمہ

کلام لفظی وہ ہے جو مرکب ہو الفاظ سے۔

اقول، بعض کلام ایسے ہیں جن میں فقط ایک ہی لفظ ہے۔ مثلاً "ق" پس جب کلام الفاظ سے مرکب نہیں تو تعریف اپنے افراد کو جامع نہیں ہوئی اور اگر الفاظ حکمیہ یعنی ضمائر مستترہ کا اعتبار کر کے کہا جائے تو مقدمہ ثانی یعنی "جو الفاظ سے مرکب ہو وہ حادث ہے" یہ ممنوع ہوا اس لئے کہ دلیل حدوث ترتیب الفاظ میں ہے کیونکہ اسی ترتیب کے باعث تقدم یا تاخر زمانی ہوتا ہے جس کی وجہ سے اسے حادث کہہ سکتے ہیں اور یہ تقدم یا تاخر الفاظ حقیقیہ و حکمیہ کی ترکیب میں مفقود ہے۔ پس جب تقدم یا تاخر نہ ہوا تو حدوث کا ثبوت بھی نہ ہو گا۔

دوسرا مقدمہ

یعنی جو کلام الفاظ سے مرکب ہو وہ حادث ہے۔

اقول= صاحب مواقف نے ایک مستقل رسالہ کلام الٰہی کی تحقیق میں تصنیف کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ رئیس الاشاعرہ شیخ ابو الحسن اشعری، کلام نفسی اور کلام لفظی دونوں کے "قدم" کے قائل ہیں اور سید سند علیہ الرحمہ نے اس رسالہ کو پسند کیا ہے۔ لہٰذا اس تحقیق کے بموجب ہر کلام لفظی حادث نہ ہو گا بلکہ صرف مخلوقات کا کلام لفظی حادث ہو گا **وھذا خارج عن البحث** لہٰذا یہ مقدمہ بھی باطل ہو گیا اور جس دلیل سے اس کا حدوث ثابت کیا جاتا ہے اس کا شافی جواب اس رسالہ میں مذکور ہے جس کا خلاصہ سید سند علیہ الرحمہ نے شرح مواقف میں لکھا ہے اور علامہ تفتازانی نے بھی اسی کے متعلق بالتفصیل نص کیا ہے ان تمام عبارتوں کی تو یہاں گنجائش نہیں لیکن اختصاراً اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

مخالفین کا یہ اعتراض کہ حروف اور الفاظ کے مقدم موخر کرنے سے کلام لفظی کا حدوث لازم آتا ہے اس کے جواب میں علامہ موصوف یہ فرماتے ہیں۔ **فجوابه ان ذالک الترتیب انما هو فی التلفظ بسبب عدم مساعدة الالة فا لتلفظ حادث والادلة الدالة علی الحدوث یجب حملها علٰی حدوثه دون حدوث الملفوظ جمعا" بین الادلة وہذا الذی ذکرناه وان کان مخالفا" لما علیه متاخرو اصحابنا الا انه بعد التامل تعرف حقیقته تم کلامه و ہذا المحمل لکلام الشیخ محمد الشهر ستانی فی کتابه المسمی بنهایة الاقدام و لاشبهة فی انه اقرب الی الاحکام الظاہرة المنسوبة الٰی قواعد الملة انتهٰی**۔ ترجمہ - پس اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ترتیب تلفظ میں ہے عدم مساعدت الہ کے سبب سے یعنی تلفظ حادث ہے اور جو دلیلیں حدوث پر ولالت کرتی ہیں واجب ہے ان کا حمل کرنا حدوث تلفظ پر نہ حدوث ملفوظ پر دلیلوں کے درمیان جمع کرنے کے لئے۔ یہ وہ ہے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے اگرچہ وہ ہمارے متاخرین اصحاب کے خلاف ہو لیکن تامل کے بعد اس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی اور یہ ہے محمل کلام شیخ (یعنی محمد شہرستانی) کا اس کی کتاب "نہایت الاقدام" میں اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ وہ اقرب ہے احکام ظاہریہ کی طرف جو کہ منسوب ہیں قواعد ملت کی طرف انتھی۔ شعر

کس نمید اند دریں بحر عمیق
سنگریزہ قدر دارد یا عقیق

چوتھا مقدمہ

یعنی جو ممکن ہے وہ بحکم آیہ کریمہ **ان اللّٰه علٰی کل شئی قدیر** - تحت قدرت داخل ہے۔ اقول = متکلمین کے مذہب کی رو سے یہ مقدمہ صحیح نہیں اس لئے کہ صفات باری تعالٰی بھی منجملہ ممکنات ہیں چنانچہ شرح عقائد نسفی میں منصوص ہے **و اما فی نفسها فهی ممکنة** الخ اور صفات باری تعالٰی تحت قدرت باری تعالٰی داخل نہیں ورنہ ان کا حدوث لازم آئے گا اور یہ نہ صرف بداہتہ" بلکہ متعدد نصوص سے بھی مردود ہے۔ باخبر حضرات سے مخفی نہیں۔ یہ ہے مستدلین مخالفین کے مقدمات کی حقیقت جن کا تارو پود "بیت عنکبوت" کی طرح بکھر گیا۔

امر دوم کا اثبات

یعنی اگر جمیع مقدمات تسلیم بھی کر لئے جائیں تب بھی مستدلین کی غرض حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ "کذب باری تعالٰی" ممکن ہے اور نتیجہ یہ نکلا کہ کلام لفظی مقدورو مخلوق ہے اس سے یہ ثابت ہو گا کہ کلام لفظی خود ممکن ہے اور یہ بھی ثابت شدہ امر ہے کہ "امکان شے" کو "امکان صفت شے" لازم نہیں بلکہ جائز ہے کہ شے بنفسہ ممکن ہو اور اس کی صفت ممتنع ہو جیسے کل کی انقصیت اور جزو کی اعظمیت ممتنع ہے اور جزو و کل خود ممکن ہیں۔

امر سوم کا اثبات

یعنی اگر کلام لفظی میں کذب کا امکان تسلیم کر لیا جائے تو کلام نفسی میں بھی کذب ماننا پڑے گا جیسا کہ بالتفصیل بیان ہوا۔

مخالفین کے ایک اور اعتراض کا جواب

علماء وہابیہ اس مقام پر ایک اور مغالطہ بھی دیا

کرتے ہیں جو جہلاء کے بہکانے کو کہا کرتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر نہیں کہ دوزخیوں کو جنت میں اور جنتیوں کو دوزخ میں ڈال دے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نیکوں کو دوزخ میں ڈالنا یا بالعکس اس میں ہمارا کلام نہیں۔ ہمارا کلام تو اس میں ہے کہ آیا اس کے خلاف، خبر دینے پر بھی قادر ہے یا نہیں۔ علماء وہابیہ میں اتنی بھی لیاقت نہیں کہ وہ حکایت اور محکی عنہ کے فرق کو بھی سمجھ سکیں جیساکہ خلف وعد اور خلف وعید میں فرق نہ کیا اور دونوں کو ایک ہی سمجھ کر اپنے ایمان کو خراب کیا۔ اسی طرح یہاں بھی فرق کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ حضرات! ہمارا کلام ہے حکایت میں اور یہ محکی عنہ ہے نہ حکایت۔ اس کے علاوہ ایک اور بھی مغالطہ دیا کرتے ہیں کہ عبارات علماء مفسرین و متکلمین و غیرہم میں جہاں جہاں لفظ امتناع یا استحالہ آیا ہے وہاں امتناع سے مراد امتناع بالغیر اور محال سے محال بالغیر ہے جو کہ امکان بالذات کے منافی نہیں اس کا جواب اولاً" تو یہ ہے کہ جس وقت لفظ استحالہ اور امتناع، مطلق واقع ہوتے ہیں تو ان سے فرد کامل ہی مراد ہوتا ہے یعنی محال بالذات اور ممتنع بالذات جیساکہ جب کبھی امکان اور وجوب کو مطلق استعمال کیا جائے تو اس سے بھی امکان بالذات اور وجوب بالذات مراد ہو گا۔ **کمالا یخفی علی الماہر** دوسرے یہ کہ عبارات مستشہدہ میں فقط لفظ امتناع اور استحالہ پر ہی بس نہیں کیاگیاکہ عذر مذکور کی گنجائش رہتی بلکہ **لایجوز ولا یحتمل ولا یتطرق و غیرہم** الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ تیسرے یہ کہ یہاں بلاضرورت حقیقت سے مجاز کی طرف عدول ہوتا ہے اور یہ صریح البطلان ہے۔

ایک شبہ اور اس کا حل

جو لوگ کلام لفظی میں کذب کے قائل ہیں حقیقتاً" انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ چونکہ کلام لفظی خدا کی ذات کے ساتھ قائم نہیں لہٰذا اس کا کذب بھی اس کی طرف منسوب نہ ہو گا اور اس کی تنزیہ میں کوئی فرق نہ آئے گا لیکن یہ محض خیال اور باطل خیال ہے اول تو اس لئے کہ کلام لفظی کلام نفسی کا مدلول ہے جب کذب کلام لفظی میں مان لیا تو کلام نفسی میں بھی ضرور ماننا پڑے گا ورنہ "مابالعرض" کا تحقق بدون "مابالذات" کے لازم آئے گا۔ **و ہو ظاہر البطلان**۔ اس کی مثال اس طرح سمجھئے کہ ایک جعل ساز نے جھوٹی دستاویز بنائی، زبان سے کچھ نہ کہا بلکہ محض کاغذی حروف و نقوش ہی بنائے، یہ نقوش اس کی ذات کے ساتھ قائم نہیں بلکہ ان کا تعلق کاغذ ہی سے ہے لیکن پھر بھی اس دستاویز کے کذب کو اس جعل ساز کی طرف منسوب کر کے اسی کو مجرم قرار دیا جائے گا۔ پس معلوم ہوا کہ کلام لفظی کا کذب بھی ضرور خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہو گا۔ **و ہذا محال** اور اگر مان بھی لیا جائے کہ کلام لفظی کا کذب اس کی طرف منسوب نہ ہو تو لازم آئے گا کہ اس کا صدق بھی خدا تعالیٰ کی ذات کی طرف منسوب نہ ہو۔ اس لئے کہ علت مشترکہ ہے اور جب صدق بھی ذات باری کی طرف منسوب نہ ہوا تو پھر آیات مسطورۃ الذیل کے کیا معنی ہوں گے۔ **قال اللّٰہ تعالیٰ و من احسن من اللّٰہ قلیلا** ۔ ترجمہ ۔ اور کون زیادہ اچھا ہے، اللہ تعالیٰ سے ازروئے قول کے **وقولہ تعالیٰ و من اصدق من اللّٰہ حدیثا** ۔ اور کون زیادہ سچا ہے، اللہ تعالیٰ سے ازروئے کلام کے۔ **و قولہ تعالیٰ و تمت کلمت ربک صدقا"**

وعدلا" - اور تمام ہو گیا تیرے رب کا کلمہ ازروئے صدق اور عدل کے۔ ان آیات میں قول و حدیث سے کلام لفظی مراد ہے، چنانچہ مفسرین نے اس کی تفصیل کی ہے۔ تفسیر کبیر وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ تو اس تقدیر پر لازم آئے گا کہ کلام لفظی حقیقتاً کلام ہی نہ ہو اور اس کا منکر، کافر نہ قرار دیا جائے۔ غرض اس سبب سے **مفاسد لاتحصیٰ** لازم آتے ہیں۔ **کمالا یخفی علی الذکی۔**

ایک لچر اور پوچ دلیل کی تردید

یہاں ایک بات اور یاد آ گئی مناظرین وہابیہ دیوبندیہ اس مسئلہ میں جب بالکل عاجز ہو جاتے ہیں تو یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ اگر کذب تحت قدرت باری تعالیٰ داخل نہیں ہے تو یہ اکثر مخلوق جو شب و روز ہزاروں بلکہ بے شمار جھوٹ بولتی ہے تو کیا یہ اور اس کا کذب قدرت الٰہی سے باہر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس کذب کو تم نے تحت قدرت باری تعالیٰ ثابت کیا ہے ہمارا انزاع اس میں نہیں یہ تو مخلوقات کا کذب اور مخلوق الٰہی ہے۔ اس پر صرف قدرت کیا معنی بلکہ وقوع ثابت و ظاہر ہے۔ ہمارا کلام تو کذب باری تعالیٰ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی کذب جیسے کریہہ اور ناپاک عیب سے متصف ہو سکتا ہے یا نہیں اور وہ یہاں لازم نہیں آتا۔ پس معلوم ہوا کہ **اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ** کا کذب کسی طریقہ سے ثابت نہیں ہو سکتا اور اس مسئلہ میں بقول مولوی عبدالشکور صاحب مدیر "النجم" مخالفین کے پاس ایک مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی دلیل نہیں **نعوذ باللہ من ہذہ الشرور الیٰ یوم النشور ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین و اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم من النبین والصدیقین و الشہداء والصالحین غیر المغضوب علیہم ولاالضالین** (آمین) **یا ارحم الراحمین**

